ہے۔ وہ گناہ سے بچنے کے لیے چار سال کی مدت کے لیے نکاح کر لیتا ہے۔ فریقین کے درمیان اس کا معاہدہ ہو جاتا ہے۔ چار سال کے بعد اس شخص کی تعلیم مکمل ہو جاتی ہے اور وہ اپنے بیوی بچوں کو کچھ مال و جایداد اور رہایش دے کر طلاق دے دیتا ہے اور اپنے وطن روانہ ہو جاتا ہے۔ کیا یہ طریقہ درست ہے؟ اس سلسلے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

ج: اس تعلق کی دو صورتیں ہیں۔ ان میں فرق کرنا چاہیے۔ سوال میں جو بات کہی گئی ہے کہ ایک شخص چار سال کے لیے نکاح کر رہا ہے، یہ مدت لڑکے کو بھی معلوم ہے اور لڑکی کو بھی۔ اس کو اصطلاح میں 'نکاح متعہ' کہا جاتا ہے۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ حرام ہے۔ کتب سیرت و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبویؐ میں ایک زمانے تک یہ حلال تھا، لیکن بعد میں اللہ کے رسولؐ کے زمانے ہی میں اس کو حرام قرار دے دیا گیا تھا۔ چوں کہ اس کی حرمت کی خبر تمام علاقوں اور تمام لوگوں تک نہیں پہنچی تھی، اس لیے بعد میں حضرت عمرؓ نے اس کا اعلان عام کیا تھا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ لڑکا عارضی مدت کے لیے نکاح کا ارادہ کرتا ہے، لیکن وہ اس کا اظہار نہیں کرتا۔ نکاح عام نکاحوں کی طرح ہوتا ہے۔ لڑکی کو اس بات کی خبر نہیں ہوتی کہ لڑکے کے دل میں کیا ہے؟ جہاں تک لڑکی کا تعلق ہے، یہ نکاح جائز ہے۔ اگر لڑکا چار سال کے بعد طلاق دے دیتا ہے اور اس کے جو لوازمات ہیں وہ ادا کر دیتا ہے، تو اس نکاح کو قانونی حیثیت حاصل ہوگی۔ گویا ایسا نکاح، جس میں کسی ایک فریق کے دل میں چور ہو کہ میں ایک مدت کے بعد اس کو جاری نہیں رکھوں گا، لیکن دوسرے فریق کو اس کا علم نہ ہو، یہ نکاح جائز ہے۔ لڑکے نے عارضی مدت کے ارادے سے نکاح کیا ہے۔ اس ارادے کے سلسلے میں وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہ ہوگا، لیکن نکاح کو قانونی حیثیت حاصل ہوگی۔ (مولانا محمد رضی الاسلام ندوی)

مفقود الخبر شوہر سے خلع کا طریقہ

س: ایک شخص اپنی بیوی پر دباؤ ڈال کر اس کے میکے سے بار بار رقم منگواتا رہا۔ جب اس کا مطالبہ پورا نہ ہوا تو بغیر اطلاع دیے ہوئے وہ کہیں چلا گیا۔ عورت اپنے میکے میں ہے۔ ایک سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے۔ ثالثی عدالت نے اس کے شوہر کو مفقود الخبر قرار دیتے ہوئے سات سال انتظار کرنے کو کہا۔ سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص

کسی لڑکی کو منصوبہ بند طریقے سے ستانے کے لیے خود کو روپوش کر لے یا بغیر اطلاع کے بیرونِ ملک چلا جائے، تو کیا اس کو مفقود الخبر قرار دیا جائے گا؟ اس صورت میں لڑکی کیسے خلع لے سکتی ہے؟

ج: ایک شخص اچانک غائب ہوگیا ہے یا اسے کسی نے غائب کر دیا ہے، دونوں صورتوں میں عملاً کوئی فرق نہیں ہے۔ عورت شوہر سے محروم ہوگئی ہے۔ اب دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ وہ صبر کرے، جس طرح وہ عورت صبر کرتی ہے جس کے شوہر کا انتقال ہوگیا ہو اور دوسری شادی نہ کرے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس کا نکاح ہو۔ شریعت نے ایسی عورت کو دوسرے نکاح کا حق دیا ہے۔ لیکن یہ حق اسے اس طرح حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جب چاہے کسی دوسرے سے نکاح کرلے یا اس کا نکاح کروا دیا جائے، بلکہ شریعت یہ کہتی ہے کہ پہلا نکاح ختم کرنا ضروری ہے۔ کوئی نکاح اسی صورت میں ختم ہوسکتا ہے جب شوہر خود طلاق دے دے، یا بیوی خلع لے لے۔ دونوں صورتوں میں شوہر کی موجودگی ضروری ہے۔ شوہر موجود نہیں ہے تو عورت دارالقضا میں مقدمہ کرے گی۔ قاضی تحقیق کی جتنی صورتیں اختیار کرسکتا ہے، کرے گا۔ جب شوہر کا پتا نہیں چلے گا تو وہ اس نکاح کو فسخ کرا دے گا۔ اس کے بعد عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔

تحقیق و انتظار کی مدت امام مالکؒ کے یہاں چار سال ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ مدت بہت طویل (۸۰ سال) ہے، لیکن بعد کے فقہاے احناف نے امام مالکؒ کی راے کو اختیار کرلیا ہے۔ عام طور سے دارالقضا میں ہوتا یہ ہے کہ جب عورت کی طرف سے شوہر کے مفقود الخبر ہونے کا مقدمہ کیا جاتا ہے تو قاضی شوہر کے پتے پر خط بھیجتا ہے۔ کوئی جواب نہیں آتا تو دوسری بار خط بھیجتا ہے۔ پھر بھی جواب نہیں آتا تو تیسری مرتبہ شوہر کے قریبی رشتہ داروں میں سے کسی کے پتے پر خط بھیجا جاتا ہے۔ پھر بھی کوئی سراغ نہیں لگتا اور تحقیق کی تمام ممکنہ صورتیں اختیار کرلی جاتی ہیں تو قاضی نکاح کے فسخ کا اعلان کر دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ (مولانا محمد رضی الاسلام ندوی)